ثقافت کے نام پر فحاشی

رپورٹنگ: شفیق فاروقی امروہی

قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی قرارداد مسترد
حضرت شیخ الحدیث کی تقریر اور بحث

قومی اسمبلی کے موجودہ سیشن میں ۲۹ نومبر بروز جمعرات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی وہ قرارداد ۹۰ منٹ تک زیر بحث رہی جو آپ نے ملک میں ثقافت کے نام پر فحاشی پھیلانے والی سرگرمیوں پر پابندی کے بارہ میں پیش کی۔ دوسرے غیر سرکاری دن ۱۳ دسمبر کو وزیر قانون، اور محرک قرارداد مولانا مدظلہٗ کی تقریروں کے بعد اسلام کے نام نہاد دعویداروں کی رائے شماری کرنے پر سرکاری ارکان کی کثرت رائے سے قرارداد مسترد کر دی گئی۔ اس کی تفصیلات یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ (ادارہ)

قرارداد:- "اس اسمبلی کی رائے ہے کہ ملک بھر میں ثقافت اور کلچر کے نام سے ہونے والی تمام ایسی سرگرمیوں (ڈانس، ناچ گانا وغیرہ) پر پابندی لگائی جائے جن سے معاشرہ میں اخلاقی برائیاں، فحاشی اور بے حیائی پھیل رہی ہو۔ نیز رقص و سرود کرنے والے ثقافتی طائفوں کا بیرون ملک سے تبادلہ بند کر دیا جائے۔"

قرارداد کے جواز پر بحث: حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے قرارداد پیش کرنے کے بعد محترم وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قرارداد کی پرزور مخالفت کی اور کہا کہ آئین کے رہنما اصولوں میں اس قسم کا تدریجی انسداد کا ذکر ہے۔ اور آئین کی بعض اسلامی دفعات کا سہارا لیتے ہوئے ایسی کسی قرارداد کو وقت کا ضیاع قرار دیتے ہوئے اسے زیر بحث لانے کی مخالفت کی۔

محرک قرارداد مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے اس کے جواب میں اٹھ کر کہا کہ آئین کے رہنما اصولوں کا نفاذ یا تعمیل حکومت پر لازمی نہیں۔ وہ محض رہنما اصول ہیں جن کا حکومت پر نفاذ ضروری نہیں، ہر جگہ اس کا سہارا لینا ہر بات سے محض پیچھا چھڑانا ہے۔ جب پارلیمنٹ اسی آئین کے نفاذ کے لئے قوانین بناتی ہے اور یہ قوانین کی توہین نہیں۔ بلکہ قوانین کو آئین کی تشریح سمجھ کر ایسا کیا جاتا ہے۔ تو یہ قرارداد آئین کے رہنما اصولوں پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ نیز ہمارا مقصد قرارداد سے پارلیمنٹ کی خواہشات اور

قوم کے جذبات کو پیش کرتا ہے۔ اور یہ کہ اب پالیسی کے رہنما اصولوں کو قانون بنا کر اسلامی تقاضوں کو عملی شکل دی جاتے۔ سپیکر صاحب نے کہا کہ وزیر قانون کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اصولوں کے ہوتے ہوئے ریزولیوشن پر بحث وقت ضائع کرنا ہے۔ مولانا نے کہا کہ نہیں۔ قرارداد ایک کاغذی چیز کو عمل میں لانے کا مطالبہ ہے۔ اور شاید جو مخالف ہیں۔ بحث کے نتیجہ میں وہ بھی موافق ہو جائیں مولانا نے کہا کہ آج وزیر صاحب بل لانے کا کہتے ہیں۔ اگر وہ قرارداد پیش کرنے کے مخالف ہیں۔ تو کل بل کی اجازت کس طرح دیں گے۔ مفتی محمود صاحب اور پروفیسر غفور صاحب وغیرہ نے بھی اس مرحلہ پر سپیکر کی توجہ اس طرف دلائی کہ قرارداد جب ایک دفعہ پیش ہو کر ایوان کی ملکیت بن چکی ہے تو وزیر قانون اس کے زیر بحث لانے کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔

سپیکر صاحب نے کہا کہ نہیں۔ بحث تو اب لازماً ہوگی۔ اور پہلے محرک قرارداد کو نصف گھنٹہ اس پر بولنے کا جو ان کا قانونی حق ہے۔ موقع دیا جائے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے اس مرحلہ پر سپیکر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وزیر تعلیم تو اسے ڈس الاؤ کرانے کی کوشش میں تھے۔ آپ نے کرم فرمایا کہ اجازت دی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا کی قرارداد بالکل بروقت ہے۔ اور اسمبلی کے ہر ممبر کو اس پر اپنے جذبات ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ تاکہ قوم کو معلوم ہو سکے کہ کون کون سے ارکان ڈانس کے شوقین ہیں۔ اور کون کون سے مخالف۔ اور قوم کو کون کن راہوں پر ڈالنا چاہتا ہے۔؟ اس کے بعد سپیکر کی اجازت سے محرک قرارداد نے اپنی قرارداد کی تشریح میں حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ: محترم سپیکر صاحب! سب سے پہلے ایک بات عرض کرنی ہے۔ کہ ہم سب کے سیاسی نظریات الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر اپنے اپنے مختلف نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ مختلف خیالات بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر بحیثیت مسلمان کے ہم سب ایک ہیں۔ ارشاد ہے: انما المؤمنون اخوۃ۔ (سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔) تو آج غیر سرکاری قراردادوں کا دن ہے۔ اس لئے میری اس قرارداد پر بحیثیت جماعت کے نہیں۔ اور نہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار کے نقطہ نظر سے بلکہ خالص اسلامی نقطہ نظر سے غور کرنا چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم سب بحمداللہ عز وجل یہاں مسلمان جمع ہیں۔ جنہوں نے ہمیں ووٹ دیکر منتخب کیا۔ انہوں نے بھی مسلمان جان کر اسلام ہی کی خاطر یہاں بھیجا ہے۔ اور مسلمان کو اسلام یا کسی اسلامی مسئلہ کے بارے میں حسن رویہ کا پابند بنایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ: وما کان

لمؤمن ولامؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ ۔ الآیۃ ۔) اللہ جل شانہٗ
کا ارشاد ہے۔ کہ جب اللہ اور اللہ کا رسول ایک حکم دیدے تو کسی مسلمان مرد یا عورت کو پس پیش کرنے
کا اختیار نہیں۔

نہ اسے ووٹ دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے کہ وہ چاہے اسے منظور کرتا ہے۔ یا نہیں۔
جب خدا اور خدا کا رسول کوئی حکم دیدے۔ تو کسی کو اسطرح کا اختیار ہی نہیں۔ (سوائے تسلیم و انقیاد اور
اطاعت کے) تو ہمارے ارکان اسمبلی مرد ہوں یا عورتیں ان میں بدعملی اور عملی کوتاہی تو ہو سکتی ہے۔
مگر بدعقیدگی مسلمانی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور بحمد اللہ کہ ہم بدعقیدہ نہیں ہیں۔ اور سب کا عقیدہ
ہے کہ مالک ہم سب کا اللہ ہے۔ تو قانون بنانے کا اختیار بھی اللہ کو ہے۔ ہم تو صرف یہ کر سکتے
ہیں۔ کہ اس کے قانون کا نفاذ کریں۔ اور یہی ہم چاہتے ہیں۔ اور بحمد اللہ کہ امت کی اکثریت اب بھی
بدعقیدہ نہیں۔ تو بنیادی مسئلہ تو یہ ہے۔ کہ اللہ کے ہر حکم کے آگے بلا چوں وچرا سر تسلیم خم کریں۔ اگر
وہ حکم دے کہ آگ میں کودو، تو ہم کود پڑیں۔ اگر سمندر میں کودنے کا حکم ہو۔ تو ہم بلا پس و پیش تعمیل کریں۔
دیکھئے آج بھی موجودہ فوجی قانون میں یہی طریقہ ہے۔ کہ اگر کسی فوج کا کمانڈر حکم دے کہ آگ میں کودو، تو
سپاہیوں پر کودنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس کے حکم پر ہتھیار تک ڈال دیا جاتا ہے۔ (جیسا مشرقی پاکستان
میں کیا گیا۔) تو فوج کا کام ہے کمانڈر کے احکام کی تعمیل کرنا۔ اگر کمانڈر جو کہ ایک انسان ہے کے حکم کی
تعمیل کرنا فوج پر لازم ہے۔ تو جب ہم نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیا، تو اب خدا اور رسول کے
ہر ہر حکم پر آمنا وصدقنا کہنا لازمی ہوگا ——— تو مجھے آپ سے بحیثیت پارٹی کے رکن کے نہیں بلکہ
بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے اور ادنیٰ خادم ہونے کے کچھ عرض کرنا ہے۔ اور اسلام صرف میرا
نہیں، سب کا دین ہے۔

تو یہ جو قرارداد فحش ثقافتی سرگرمیوں کے بارہ میں میں نے پیش کی ہے۔ اور یہ جو فحاشی وغیرہ
ہمارے ملک میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ دینی لحاظ سے اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے
اس کا کیا حکم ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل
عن سبیل اللہ ویتخذھا ھزوا۔ یعنی بعض لوگ اسی میں لگے رہتے ہیں۔ کہ دولت لٹا لٹا کر
ڈھوم، کنجر اور ناچ گانے والوں کو بلاتے ہیں۔ ان سے لھو و لعب والی باتیں سنتے ہیں۔ گانا
ناچنا یہ سب لھو الحدیث ہے۔ تاکہ کسی طرح طبیعت ان چیزوں سے خوش ہو جائے۔ اور ایسا کیوں
کرتے ہیں۔ کہ لوگ خدا کا راستہ چھوڑ کر اپنی خواہشات میں بھٹک جائیں۔ ویتخذھا ھزوا۔ اور دین

کا مذاق اڑایا جائے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں آگے فرماتے ہیں، ولہم عذاب مھین۔ ذلیل کرنے والے عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ ہم سب کو اس سے بچائے۔ آج بھی جس قیدی کی تذلیل و توہین کرنی ہو۔ اسے سی کلاس میں رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی معزز شخص کو سزا دی جائے۔ تو اسے کلاس میں رکھ دیتے ہیں۔ تو ان لوگوں کیلئے ذلت ناک عذاب ہوگا۔ تو اخلاقی نقطۂ نظر سے جیسا کہ محترم وزیر قانون نے بھی ایک حد تک تسلیم کر لیا۔ کہ ناچ گانوں سے سوائے بے حیائی اور جنسی انارکی کے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔

(مفتی محمود صاحب شاہ احمد نورانی صاحب اور دیگر ارکان حزب اختلاف نے مداخلت کی اور کہا کہ وزیر قانون نے ایسا نہیں کہا۔

مولانا عبدالحق مدظلہ نے اپنے مخصوص حکیمانہ انداز میں کہا کہ نہیں جناب میں نے تو ایسا ہی سنا ہے۔ ایک حد تک وہ تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تعجب اور حیرت کی بات یہ تھی۔ کہ خود وزیر قانون نے اٹھ کر سختی سے محرک قرارداد کی تردید کی۔ اور کہا۔ کہ مولانا میں نے کبھی نہیں کہا۔ کہ ناچ گانے سے فحاشی پھیلتی ہے۔)

مولانا عبدالحق مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ---- تو بہرحال اخلاقی نقطۂ نظر سے ہمیں ایسی تمام باتوں کو ترک کر دینا چاہئے۔ وزیر صاحب موصوف نے یہ فرمایا ہے۔ کہ ہمیں موجودہ تہذیب کے ساتھ چلنا ہے۔ دوسری قومیں ان چیزوں کو اچھا جانتی ہیں۔ تو ہم بھی ان کی موافقت کریں۔ تو اتنا عرض ہے کہ دیکھئے ہم یورپ کی تقلید میں کہاں تک جا پہنچے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے۔ کہ اچھائی جہاں بھی تمہاری چیز ہے، اسے اپناؤ۔ اسے حاصل کرو۔ تو اگر ہم یورپ کی اچھائیوں کو اپنائیں تو کوئی ہمیں نہیں روکتا۔ یورپ والے ایٹم بم بناتے ہیں، ہوائی جہاز بناتے ہیں، جفاکشی کرتے ہیں، کھدر کے کپڑے اور وردی پہنتے ہیں۔ صرف ائر کنڈیشنوں میں نہیں رہتے، وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ نہ پارلیمنٹ میں کوئی جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اگر کہیں ایسا ہو گیا یا کسی نے غلط بیانی کی۔ تو اسے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ وہ قومی امور میں بدعہدی نہیں کرتے، اسلحہ اور جنگ کی دوڑ میں مصروف رہتے ہیں۔ تو اگر ہم یورپ کی ان اچھائیوں کو لیں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر یہ تو نہیں، کہ ان ساری اچھائیوں پر تھوکتے رہیں۔ مگر ان میں جتنی بے غیرتیاں اور خرابیاں ہیں، اسے گلے لگالیں۔ اسکی مثال تو ایسی ہے کہ ایک بھنگی ہے۔ اور بھنگی بھی بحیثیت انسانیت کے احترام کے قابل ہے۔ میں اس کی تنقیص نہیں کرتا۔ صرف مثال دیتی ہے۔ کہ بھنگی میں کئی اچھی باتیں ہوں۔ مگر ایک شخص اسکی تمام اچھائیوں کو چھوڑ کر اسکی یہی ایک بات اپنائے۔ کہ جہاں سے جہاں

کی غلاظت اور گندگی لئے پھرے، تو ہم نے بھی یورپ کے ساتھ ایسا کیا، تو اسکی برائیاں چھوڑ دو اور اچھائیاں اپنالو۔ اپنی تمدن و تہذیب اور طور طریقے نہ چھوڑو۔ میری طالب العلمی کا زمانہ تھا۔ ہندوستان سے ایک وفد جس میں مولانا محمد علی جوہر جن کا انتقال وہیں ہوا۔ اور بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ اس وفد میں گاندھی بھی گیا، ملکہ سے ملاقات کیلئے خاص لباس اور مخصوص آداب تھے۔ مگر گاندھی شاہی دربار میں حاضری کے وقت بھی اسی سادھوؤں کی شکل میں لنگوٹ باندھ کر جاتا ہے۔ اور کہتا ہے: ملکہ معظمہ اگر گفتگو مجھ سے کرنا چاہتی ہے۔ تو اسی لباس میں کرے جو میرا قومی لباس ہے۔

تو ہمیں یورپ کا ہر معاملہ میں اتباع نہیں کرنا چاہئے۔ انگریز کے دور میں بھی ہمارے ملک میں ایسے پختہ کردار کے لوگ تھے۔ جنہوں نے ترکی ٹوپی پہننا نہ چھوڑی، قومی لباس نہ چھوڑا۔ اور اسی لباس میں وائسرائے تک سے ملتے۔ اور وائسرائے نے کسی کو اس لباس میں دیکھ کر کہا۔ کہ اے دوست اس لباس میں تو جتنا بھلا لگتا ہے۔ انگریزی لباس میں اتنا نہیں لگ سکتا۔

بدقسمتی ہے ـــ ہم نے ثقافت کو جو عربی لفظ ہے۔ اور اس کا مطلب کسی چیز کا ٹیڑھا پن درست کر دینا ہے۔ مگر ہم نے اخلاقی اور معاشرتی خرابی اور ٹیڑھا پن کو اور بڑھا دینے اور ترقی دینے کا نام ثقافت رکھ دیا۔ صرف ناچ ڈانس گانے بجانے کو ہم نے یورپی تہذیب سمجھ لیا۔ اور اسے ترقی کا نام دیا۔ کل میں نے یہاں کراچی میں ایک بہت بڑے جوئے خانے کے متعلق سوال کیا تھا۔ مگر جواب میں اس کے وجود سے انکار کیا گیا۔ مگر آج ہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ کراچی میں سراج الدولہ روڈ پر بھی ایک بہت بڑا جوا خانہ کروڑوں روپے سے تعمیر کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کہ بات ایسی ہو جیسے ہمارے محترم وزیر نے جواب دیا کہ نہیں ہے۔ مگر یہاں کراچی والے بھی موجود ہیں ـــ اگر ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو بڑی شرم کی بات ہے۔ یورپ سے بہت سی اچھی باتیں ہم مسلمانوں سے ہی لیں مگر ہم ان کی برائیوں ہی سے مرعوب ہوتے ہیں۔ پرسوں اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ لندن میں ایک شخص مادر زاد برہنہ رہنے کی تحریک لیکر نکلا ہے۔ اور کہا کہ ہم پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ تو کیا ہم بھی یورپ کی تقلید میں یہ کہیں۔ کہ لندن میں ایسا ہو رہا ہے، تو ہم بھی مادر زاد ننگے ہو جائیں۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں ہم جنسی اور اغلام بازی کو قانونی شکل دی۔ تو کیا ہم بھی ایسا کریں۔ ؟

ہمارے ہاں قانونوں میں ننگے نہانا اور ناچنا کودنا آرٹ ہے۔ اور ہمارے وزراء کو اس پر بہت افسوس ہے کہ ہم ایسی ترقی کیوں نہیں کر رہے۔ گویا کہ ایسے لوگوں کو یہ افسوس ہے۔ کہ قوم کی ساری مائیں بہنیں کیوں ایسا نہیں کر رہیں۔ (گویا پوری قوم کو اس راستہ پر لگا دینا قوم کے ساتھ انصاف ہے۔

دیکھئے خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور فحاشی پھیلانے والوں کے بارہ میں ہے کہ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ۔

اخبارات میں ایسی چیزیں پڑھ کر میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ لوگ ننگے ہیں، بھوکے ہیں، فاقوں مر رہے ہیں، مگر ہم ریڈیو کو ترقی دینے اور رنگین ٹیلی ویژن بنانے کے مژدے سناتے ہیں جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ دولت بجائے ایسی باتوں کے قوم کی بنیادی ضروریات پر خرچ ہو۔ تو آج یہ حالت نہ ہو۔ میں کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ مگر ایسی فحش سرگرمیوں سے یہ توقع رکھنا کہ اس سے قوم کی حالت ٹھیک ہو جائے گی۔ تو یہ فطرت سے مقابلہ ہے۔ دیکھئے پانی کی خاصیت ہے۔ کہ پیاس بجھائے۔ زہر کھانے کا نتیجہ زہر سے مرجانا ہے۔ تو اس ناچ گانے کا لازمی نتیجہ اخلاقی تباہی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

دودھ اور گوشت بلّی کے سامنے رکھ دیں، اور یہ توقع رکھیں، کہ وہ اسے نہ کھائے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ مرد و عورت مشترکہ ڈانس کریں۔ اور نتائج ظاہر نہ ہوں گے۔ یہ کب ممکن ہے۔؟

کہا جاتا ہے۔ کہ ایک وائسرائے نے حیدر آباد کے نواب سے کہا۔ کہ دیکھو تم بڑے تنگ نظر ہو دیکھو میرے ساتھ میری میم بھی ہے۔ مگر تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لاتے۔ نواب حیدر آباد نے کہا: کہ کل اس کا جواب دوں گا۔ دوسرے دن مجلس میں نواب صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر وائسرائے سے کہا کہ مجھے یہ قطعی یقین ہے۔ کہ یہ دونوں میرے ہی بیٹے ہیں۔ کیونکہ شادی کے بعد میری بیوی پر کسی غیر مرد کا سایہ بھی نہیں پڑا ہوگا۔ مگر کیا آپ کو بھی اس طرح یقین حاصل ہو سکتا ہے۔؟

ایک انگریز نے لکھا ہے کہ یورپ، اور انگلینڈ میں سو فیصد عورتیں زنا میں مبتلا ہیں۔ اور سب بچے حرامی ہیں، سوائے ملکہ وکٹوریہ اور سوائے میری والدہ کے۔ آگے لکھتا ہے۔ کہ ان دو عورتوں کی استثناء بھی اس وجہ سے کرتا ہوں، کہ ملکہ تو حاکم ہے، ڈر کی وجہ سے اس کا استثناء کرتا ہوں۔ دوسری عورت میری والدہ ہے۔ اگر اس کا استثناء نہ کروں۔ تو میں بھی حرامی اولاد ہو جاؤں۔ ورنہ ان کا حال بھی مجھے معلوم نہیں۔

توجسطرح آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ اس طرح فحاشی کے ساتھ اخلاقی عفت اور پاکیزگی جمع نہیں ہو سکتی۔

محترم سپیکر صاحب! ہمیں کافروں کو دیکھ کر ایسی باتیں نہیں اپنانی چاہئیں، کافر کے ساتھ دنیا میں اللہ کا معاملہ اور طرح ہے۔ اس کو برائی پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ سو سو برس دو دو سو برس کی مہلت۔ مگر مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا۔ سال دس سال مہلت دے

بھی اسے بالآخر جلد ہی ایسے لوگوں کو مٹا دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے (لهم عذاب مهين) کی سزا سنائی گئی ہے۔ آپ مجھ سے ناراض نہ ہو۔ بحیثیت ایک ادنیٰ خادم اسلام کے یہ میرا فرض تھا۔ اس لئے یہ قرارداد میں نے پیش کی۔ ہمیں کبھی بھی ناجائز کو جائز نہیں کہنا چاہئے۔ اور شاید آپ حضرات کا ایمان مجھ سے بھی پختہ ہو عقیدہ کے لحاظ سے تو ہمیں متفقہ طور پہ اس قرارداد کے ذریعے اپنے جذبات اور پوری قوم کے جذبات صدر، وزیر اعظم اور وفاقی وزراء تک پہنچانے چاہئیں۔۔۔ (وزیر قانون کی تقریر کو اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا) اگر آپ کہتے ہیں کہ اس بارہ میں مجھے بل پیش کر دینا چاہئے۔ اور آپ کل کو بل منظور کرتے ہیں۔ اور قانونی شکل دینے کے مدعی ہیں۔۔ تو آج اسی قرارداد پہ ابتداء اور بسم اللہ کیجئے۔ اور اس قرارداد کو منظور فرمائیں۔ کل کو بل کی شکل میں جب پیش ہوگا۔ تو اسکی منظوری آسان طریقہ سے ہوگی۔

قرارداد پر بحث اور رائے شماری میں قرارداد کا استرداد

مولانا عبدالحق مدظلہ کی تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک قرارداد کی مخالفت اور موافقت میں تقریریں ہوئیں جن کا اختصار ہم بعض اخبارات مثلاً روزنامہ اعلان کراچی یکم دسمبر۔ نوائے وقت راولپنڈی ۳۰ نومبر، حریت کراچی یکم دسمبر۔ روزنامہ جمہور لاہور یکم دسمبر۔ جنگ راولپنڈی ۳۰ نومبر۔ پاکستان ٹائمز ۳۰ نومبر سے نقل کر رہے ہیں:-

قرارداد کی پر زور تائید اور موافقت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ آئین میں قرارداد میں موجود تمام باتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے قرارداد قبول کی جائے۔ انہوں نے دکھ کا اظہار کیا کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر منتخب ہو کر آئے مگر اسلام کے نام پر ووٹ دینے کو تیار نہیں۔ یہ نفاق اور دوغلی پالیسی ہے۔ جو اسلام، جمہوریت اور سوشلزم سب دعووں کے بارہ میں اختیار کی جا رہی ہے۔ جمعیۃ العلماء پاکستان کے مولانا مصطفیٰ الازہری نے کہا کہ ماضی میں مسلمان ہندوؤں کے اثر میں آکر فحش کو اپنانے سے تباہ ہوا۔ اس طرح طائفوں سے بھاری زرمبادلہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے صاحبزادہ صفی اللہ نے کہا کہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ دشمن کے اس مشن کا حصہ ہے کہ اسلام کو ختم کرنے کیلئے فحاشی پھیلائی جائے۔ مولانا عبدالحکیم نے کہا کہ اسلام نے قدم قدم پہ بے حیائی کی مخالفت کی ہے کھیل کود کے انتظامات حیاء کو قائم رکھ کر اپنائے

جا سکتے ہیں۔ اگر نا [illegible] نہ والی یحییٰ خان کو تباہ کر سکتی ہیں تو اس کا تدارک کیوں نہیں کیا جاتا۔ ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے بھی مولانا عبدالحق کی قرارداد کو قبول کرنا چاہئے۔ سرکاری پارٹی کے صنم خانہ میں اذان دینے والے صرف ایک ممبر چو[illegible] دری غلام رسول تارڑ تھے، جنہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ جب اسلامی نظریات کی حفاظت کی [illegible] نت آئین میں دی گئی ہے۔ تو عریانی کو جنم دینے والے پروگراموں پر پابندی لگانی چاہئے۔

سرکاری پارٹی کی [illegible] نے سے وزیر قانون پیرزادہ صاحب نے قرارداد کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ آئین کی پالیسی کے اصو[illegible] لوں میں ایسی باتیں موجود ہیں اس قسم کی قراردادوں کا مقصد وقت ضائع کرنا ہے۔

پروفیسر غفور احمد نے مولانا کی قرارد[illegible] میں یہ ترمیم پیش کی تھی کہ بیرون ملک جانے والے تمام وفود پر پابندی لگائی جائے کہ وہ دوسرے ممالک [illegible] ن کسی قسم کے مخرب اخلاق شو میں حصہ نہ لیں۔ اور اپنی روایات پر قائم رہیں۔ وزیر قانون نے اس ترمیم کی بھی [illegible] شدید مخالفت کی اور کہا کہ شو دیکھنے سے قبل کیسے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ پروگرام غیر اسلامی ہے۔ اور کو[illegible] ن فیصلہ کرے گا۔ کہ کونسی چیز فحش ہے۔ ڈاکٹر محمد شفیع (پی پی پی) نے کہا قرارداد میں رقص و موسیقی کی مذمت [illegible] کی گئی ہے۔ مگر ہم قوالی کے خلاف نہیں۔ قومی ترانہ، علامہ اقبال اور ظفر علی خان کا کلام موسیقی میں ہوگا۔ تو اسکی [illegible] الفت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا قرارداد کے محرک مولانا عبدالحق خٹک ڈانس کے کس طرح خلاف ہو[illegible] سکتے ہیں۔

وزیر محنت رانا محمد حنیف نے مخالف[illegible] ت کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد میں راگ ناچ پر پوری پابندی لگانے کو کہا گیا ہے۔ جبکہ فحاشی پر پابندی موجود [illegible] ہے۔ خواہ اس پر عمل نہ بھی کیا جائے۔

اس مرحلہ پر عبدالحفیظ پیرزادہ نے مولانا عب[illegible] الحق صاحب سے استفسار کرنا چاہا۔ کہ کیا وہ اصولاً ڈانس اور گانے کو قبول کرتے ہیں۔ یا صرف فحش ہونے [illegible] کے۔ مخالف نہیں۔ مولانا ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ مولانا مفتی محمود صاحب نے اٹھ کر اعتراض کیا کہ قر[illegible] رداد کی عبارت بالکل واضح ہے۔ اور ایسی باتوں کی آڑ میں پیچھا چھڑایا جا رہا ہے۔ مولانا نورانی نے اس مرحلہ [illegible] پر نے والی نوک جھونک میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نائٹ کلبوں کو لائسنس دئے جار[illegible] ہے ہیں یا نہیں۔ ان کی سرگرمیاں فحاشی کی ضمن میں آتی ہیں یا نہیں۔

صاحبزادہ صفی اللہ (ویر) نے کہا کہ وزیر قانون اور د[illegible] یگر [illegible] نت، مولانا عبدالحق صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسا ڈانس اور گانا جائز ہے۔ اور کونسا ناجائز۔ مگر شاید آپ [illegible] کے پاس اسلامی ڈانس اور غیر اسلامی ڈانس کی تقسیم کرنے والے بیگ ہوں گے۔ جیسے اسلامی اور غی[illegible] مگر ہم ہمارے پاس اسلامی ڈانس ماننے والے

دگ ہیں۔ یا شمیم حنیف نے کہا کہ جناب والا تو آپ کے کلچر کا ایک حصہ ہے۔ تو کہا گیا کہ پٹھانوں میں اور بھی اچھی ثقافتیں ہیں انہیں بھی اپنایئے۔ ارکان میں یہ نوک جھونک جاری تھی کہ سپیکر نے اجلاس دوسرے دن تک ملتوی کر دیا۔

قرارداد پر ۱۰ دسمبر بروز جمعرات دوبارہ بحث شروع ہوئی تو مرکزی وزیر ثقافت پیرزادہ صاحب نے قرارداد کی مخالفت میں طویل تقریر کی اور کہا کہ ثقافتی سرگرمیوں سے کس طرح فحاشی اور بداخلاقی پھیلے۔ انہوں نے ثقافتی طائفوں کے تبادلوں کو بھی وقت کی ضرورت قرار دیا اور کہا دوستانہ مراسم کے لئے ایسا تبادلہ ضرورت بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تمام سرگرمیاں تمام مسلم ممالک میں ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں قرآن و حدیث کا حوالہ دینا چاہا عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ سے کچھ سنایا، امام بخاری کا نام لیا گیا، ابوبکر صدیق اور بعض دیگر صحابہؓ کا نام لیا۔ دوران تقریر ہی غلط غلط کی آوازیں اپوزیشن کی طرف سے اٹھنے لگیں پیرزادہ صاحب نے کہا اس طرح قراردوں سے عوام کا استحصال مقصود ہے۔ اور سیاسی فائدہ۔

انہوں نے کہا کہ سندھ کا جھومر ناچ، پنجاب میں بھنگڑا ناچ، سرحد میں خٹک ناچ، بلوچستان میں لیوا۔ پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ہر اچھی بات کو غیر اخلاقی ثابت کرتے ہیں جس کے وہ حق میں نہ ہو کچھ تو پاکستان کے قیام کو اخلاق برائی سمجھتے تھے اور کچھ دوسرے کفر کے فتوے لگاتے۔ انہوں نے کہا اگر یہ لوگ سنجیدہ ہیں تو قرارداد کی بجائے پرائیویٹ بل لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہر جمعہ کو ایسی قراردادیں لائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان لوگوں کے بس میں ہوتا تو وہ ۱۲ کروڑ پاکستانیوں کو کافر بنا دیتے۔

وقت کے اختصار کے پیش نظر سپیکر نے دونوں طرف سے مزید تقاریر کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے محرک قرارداد کو آخری جوابی تقریر کرنے کا کہا۔ جب کہ بیس منٹ تک۔ اس تقریر کا آئینی حق محرک کو حاصل ہوتا ہے۔ مولانا عبدالحق مدظلہ کی تقریر کے بعد سپیکر نے ہاں اور نہیں کہنے کے ذریعہ رائے شماری کرائی مگر محرک قرارداد اور دوسرے ارکان حزب اختلاف نے مطالبہ کیا کہ قرارداد پر واضح انداز میں رائے شماری کرائی جائے۔ تاکہ مخالفت اور موافقت کرنے والے معلوم ہو سکیں۔ محمود علی قصوری احمد رضا صاحب، جناب پیرزادہ صاحب اور سپیکر کا اس نکتہ پر بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ جس کے بعد محرک قرارداد کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے سپیکر نے دوبارہ ارکان کو کھڑا ہو کر واضح رائے دینے کا حکم دیا۔۔۔۔ باقاعدہ رائے شماری کے نتیجہ میں موجود تمام ارکان میں ۱۲ ارکان نے حق میں اور اکثریتی ارکان نے مخالفت

میں ووٹ دیا اور اس طرح سودی نظام کو ختم کرنے کے بعد یہ دوسری خالص اسلامی قرارداد تھی جو ایک اسلامی ریاست کے با اختیار ادارہ میں اس جرأت اور بے دردی سے مسترد ہو گئی سرکاری بنچوں سے صرف راؤ خورشید علی نے ووٹ دیا جبکہ مسلم لیگ (قیوم لیگ) اور کسی قبائلی ممبر نے بھی حق میں ووٹ نہ دیا

محرک قرارداد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی جوابی تقریر

محترم سپیکر صاحب! اس مسئلہ کو خواہ مخواہ سیاسی رنگ دیا جارہا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق جمعیۃ العلماء اسلام سے ہے۔ ہمارے بزرگوں نے انتخابات کے موقع پر جتنی تائید بھٹو صاحب اور پیپلز پارٹی کی کی ہے۔ اس سے اخبارات پُر ہیں۔ یہ ناانصافی ہوگی کہ ہم اس وقت آپ کی وجہ سے اوروں کی گالیاں سنتے رہے اور آج یہ لوگ ہمیں ہی گالیاں دے رہے ہیں۔ اکابر جمعیۃ العلماء اسلام کے بیانات گواہ ہیں۔ انہوں نے کس کو کافر کہا تھا؟ آپ ہر موقع پر کفر کے فتویٰ کی آڑ میں تمام علماء کو نہیں ملامت کر سکتے۔ یہاں (پیرزادہ صاحب نے) یہ سوال اٹھایا کہ یہ قرارداد سیاسی استعمال اور عوام کو دکھاوا کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور ہرگز اس کا ایسا کوئی مقصد نہیں۔ تین باتیں عرض کرنی ہیں۔ جسے ہم تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کی بنیاد کوئی لسانی یا قومی چیز نہیں نہ کوئی علاقائی ثقافت ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد وہی ہے جسے ہم لا الٰہ الا اللہ سے تعبیر کرتے تھے۔ ہم نے ایک نظریہ کے ماتحت اس کو حاصل کیا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا آئین اسلامی آئین کہلاتا ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ ہم نے بار بار اس اسلامی آئین اور نظریۂ پاکستان کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہے۔ اب جو بھی تہذیب و ثقافت ان باتوں کے خلاف ہو ہمیں اسکی مخالفت کرنی ہے۔ یہاں قومی ثقافتوں میں (پیرزادہ صاحب نے) خٹک ڈانس کا بھی ذکر کیا۔ میں خود خٹک ہوں اور مجھے خٹک قوم نے منتخب کیا ہے۔ مگر میں اسکی مذمت کرتا ہوں۔ ہمیں بہادری کی باتیں اپنانی ہیں۔ مگر ہماری قوم کو خٹک قوم کو اس ناچ کے ذریعہ دنیا میں رسوا کرانا مقصود ہے۔ کہ باہر کے لوگوں کے سامنے اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ڈانس بھی بزدلی اور نامردی کی چیز ہے۔ اور میں اپنی قوم کے اس عمل کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر صاحب! میں نے پچھلی جمعرات کو قرارداد پیش کرتے ہوئے آیت سنائی تھی۔ کہ (ومن الناس من یشتری لھو الحدیث۔ الآیۃ) کہ بعض لوگ فضول لغویات کو قیمتاً خریدتے ہیں۔ باہر

سے درآمد کرتے ہیں۔ کہ لوگ گمراہ ہو جائیں دین کی طرف سے پیٹھ پھیر لیں ...... دیکھئے کافروں کا مسلمانوں سے عناد ہے۔ اور وہ ہر صورت میں مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک صورت تو کافروں کا اسلحے کے ساتھ لڑنے کی ہے۔ تاریخ میں بارہا یہ ہوتا رہا مسلمان لڑتے رہے جو مر گئے وہ شہید ہوئے، جو نہ مرے وہ غازی بنے۔ اس مقابلہ میں ہر صورت میں مسلمان کامیاب اور کامران بنے۔ دوسری صورت کافروں نے جنگ کی یہ اختیار کی کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی غرض سے ان میں عریانی فحاشی اور بے حیائی کی چیزوں کو داخل کر دیا تاکہ مسلمان اپنا دین حیا و شرافت، لہو و لعب، زینت اور تعیش کی زندگی میں لگ جائیں۔

محترم پیرزادہ صاحب نے ثقافت اور ثقافتی طائفوں کے ذریعہ دوستی پیدا کرنے کی بات بھی بڑی مضحکہ خیز کہی ہے یہ عجیب دوستی ہے کہ ایک کی بیوی دوسرے کی بغل میں اور دوسرے کی اور کی بغل میں ہو۔ ابھی پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایسا ہی فوٹو (مولانا نے ابھی بات شروع کی تھی کہ پیرزادہ صاحب نے اٹھ کر احتجاج کیا۔ دیگر ارکان پیپلز پارٹی نے بھی ہنگامہ مچا دیا۔ مولانا نورانی نے بار بار کہا کہ حضرت مولانا تو اخبار کی خبر سنا رہے ہیں۔ جناب سپیکر نے ہنگامہ کو دیکھ کر مولانا مدظلہ سے بعض جملے واپس لینے کا کہا جسے آپ نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد مولانا مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔)

محترم سپیکر صاحب! مجھے اتنی گذارش ضرور کرنی ہے۔ کہ ہم یورپ کی تہذیب سے بہت ہی متاثر ہو گئے ہیں جب کہ یورپ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں نہ غیرت وحمیت رہے نہ شجاعت رہے۔ (اس غرض سے) انہوں نے بہت سے کھیل تماشے بنائے اور ہمیں اس میں مبتلا کر دیا۔ حضرت موسیٰ کی فوج جب عمالقہ سے لڑی بلعم باعور ایک شخص نے کہا کہ جوان لڑکیوں کو ان کے پاس بھیج دو۔ فوجی جو بھی کہیں اس کے ماننے میں رکاوٹ نہ ڈالو۔ اور فوج میں فواحش پھیلا دو تو یہ حربہ کامیاب ہوا کسی فوجی سے زنا سرزد ہو جانے پر خدا نے ساری فوج کو شکست دی۔ اور اس پر عذاب نازل کیا......

تو میں آپ کے بیرونی روابط کی مخالفت نہیں کرتا۔ چین امریکہ روس سب سے دوستی بنانے کی تحسین کرتا ہوں مگر ایسی کسی دوستی کے لئے ہم اپنے مذہب کو قربان نہیں کر سکتے۔ (مسئلہ یہاں دوستی اور عام روابط کا نہیں بلکہ) مسئلہ ڈانس ناچ گانوں کا ہے۔ اور جس کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کا ناجائز اختلاط ہوتا ہے۔ کل ایک اخبار میں تھا کہ ایک کلب میں ایک اجنبی شخص کسی اجنبی عورت

پر ہاتھ ڈالے ہوئے ناچ رہا ہے۔ تو جہاں تک ہمارے دین اور تہذیب کا نقصان نہ ہو ہم یورپ کے ساتھ دوستی رکھیں گے، ورنہ نہیں ـــــ قرآن مجید اور حدیث میں اگر ہو کہ ڈانس جائز ہے اور کسی نے ثابت کیا تو مجھ پر جتنا جرم لگایا جائے میں تیار ہوں۔

پیرزادہ صاحب نے کہا بخاری کی روایت کا حوالہ دیکر کہا کہ بچیاں ناچ رہی تھیں۔ اگر آپ نے ثابت کر دیا کہ بچیاں ڈانس کرتی رہیں حضورؐ کے سامنے تو میں ہر قسم کا جرمانہ یا سزا بھگتنے کو تیار ہوں جبکہ یہ حوالہ قطعاً غلط دیا گیا ہے ـــــ پھر مقرر نے خود بچیوں کا ذکر کیا ہے یعنی نابالغ جسے آپ خود مکلف نہیں کہہ سکتے تو نابالغوں کا کوئی عمل دلیل بھی نہیں بن سکتا۔ (پیرزادہ صاحب نے آیت قل من حرم زینتہ اللہ۔ الخ سے استدلال کیا تھا۔ مولانا مدظلہٗ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا) قرآن میں ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑا پہنو، عمدہ لباس پہنو، خدا کی حلال نعمتیں استعمال کرو۔ مگر اس نے کہیں بھی ناچنے گانے اور ڈانس کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مسلمانوں نے اس کے بغیر دنیا میں ترقی حکومت کی بنو امیہ اور بنو عباس نے ڈانس کے زور سے حکومت نہیں کی۔ مغلیہ حکمرانوں نے آسام سے ہرات تک سات آٹھ سو برس حکومت ڈانس اور گانوں کے زور سے نہیں۔ جب ڈانس کا فروغ ہوا اور طاؤس و رباب کا وقت آیا تو انگریزوں نے ان کے شہزادوں کو قلعہ کی دیواروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اور لال قلعہ کی دیوار ان کے خون سے رنگین ہو گئی۔ اور ہم پر غلامی مسلط ہو گئی۔ تو مسلمانوں نے چودہ سو برس تک بلا ڈانس اور گانے بجانے کے دنیا میں عروج حاصل کیا۔

ـــــ واللہ العظیم میں سیاسی اختلافات کی بنا پر نہیں اور نہ میں سیاسی طبیعت کا آدمی ہوں بلکہ آپ ہی نے اصول طے کر دیئے کہ یہ ملک نظریاتی ملک ہے۔ آئین اسلامی ہے جس کی حفاظت کا حلف لیا گیا ہے۔ اب اگر خٹک قبیلہ خٹک ڈانس کرے۔ پنجابی بھنگڑا ناچیں۔ دنیا بھر کے لوگ ایسا کیوں نہ کریں۔ میں خود کیوں نہ کروں، مگر یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ایسا کرنا ہمارے لئے جائز ہو جائے۔ قرآن و سنت جب ہمیں روکتے ہیں تو ہمارا عمل دلیل نہیں ہو سکتا۔

(مولانا نے کرنل قذافی کی مثال دیتے ہوئے کہا) کہ کرنل قذافی نے ایسی غیر اسلامی چیزوں کو رد کر دیا چور کی سزا قطع ید مقرر کی، شراب پر پابندی لگائی، خدا نے اسکی مدد کی۔ کیونکہ ان کے ہاں ترقی رک گئی اور اگر تمام دنیا کے مسلمان بھی کوئی غلط کام کرنے لگ جائیں تو یہ ہمارے لئے دلیل نہیں بن سکتا۔ میں آپ لوگوں کو با ایمان سمجھتا ہوں۔ اور آپ سے اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایک وقت آپ کو یاد ہوگا۔ کہ بچے بچیاں گھروں سے نکلتیں تو لاالہ الا اللہ پڑھتیں یا قرآن کی تلاوت ہوتی۔ آج ٹی وی اور ریڈیو سننے والے

بچے بچیاں گھروں سے ناچتی گاتی ہوئی نکلتی ہیں ——

—— تو اب جب کہ ہماری عوامی حکومت کو اللہ نے اختیار دیا ہے تو اگر آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ ناچ گانے اور ایسے مشاغل جس کا اثر عوام کے اخلاق و کردار پر پڑتا ہے۔ ممنوع ہوں۔ مخلوط ناچ والے ہوٹلوں پر پابندی لگا دی جاتے تو انشاء اللہ اللہ آپ کی مدد کرے گا —— تو خدا کی مدد حاصل کرنے کیلئے کچھ تو قدم اٹھائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب اقتدار کا فریضہ یہ بیان کیا ہے کہ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ۔ جس کو میں نے زمین پر سلطنت دی ان کا کام ہے کہ عبادات کو فروغ دے۔ غریبوں کی مدد اور بھلائی کرے۔ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ برائی کو چھوڑ دیں تو زنا کے دواعی کو چھوڑ دو کچھ تو عملی قدم بڑھاؤ۔

یہ طوائف کے جو طائفے ہم باہر بھیجتے ہیں، وہ بھی تو ہماری مائیں بہنیں ہیں۔ ان کی عزت ان کی غیرت اور حیا ہماری ہی غیرت اور حیا ہے۔ تو کیا دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات عورتوں ماؤں بہنوں کے ذریعہ بنائیں گے۔ آخر کچھ تو حیا کریں۔

[حضرت مولانا مدظلہ کی اخلاص اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی تقریر جاری تھی کہ اس مرحلہ پر سرکاری پارٹی کے ایک رکن کرنل حبیب نے نکتہ اعتراض کے نام پر اٹھ کر کہا کہ یہ لوگ طوائفوں کا ذکر کرتے ہیں، جبکہ طوائف کے کوٹھے سے ہی سارے آداب ملتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں جائیں تو ان کو پتہ چلے اور آداب سیکھ کر آئیں۔ کوٹھے پر تو انسانیت ہوتی ہے۔ ممبر موصوف نے اپنی پارٹی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں غریبوں کی مدد کیلئے موسیقی اور رقص ضروری ہے۔ کرنل حبیب نے مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے کہا میں بیس سال تک میوزک ڈانس کیساتھ رہا ہوں۔ جو میوزک نہیں جانتا وہ پاک آدمی بن نہیں سکتا —— اگر پاکستان کے غریبوں کی مدد کرنی ہے تو پہلے میوزک سیکھو، گانے دیپک راگ سمجھنے کی کوشش کرو۔ احمد رضا قصوری اور راؤ خورشید علی نے پوچھا کہ جن آداب کا مظاہرہ ہو رہا ہے وہ کوٹھے پر سیکھے گئے ہیں۔ اور کیا ان کی پارٹی نے تمام آداب کوٹھے سے سیکھے ہیں —— کرنل حبیب کے اس انداز بیان سے سرکاری پارٹی کی ایسی قراردادوں کے بارہ میں ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور اسمبلی کے نازک ماحول کا بھی۔ اور یہ بھی کہ علماء حق کیسے کٹھن اور روح فرسا ماحول میں فریضہ اعلاء کلمہ حق ادا کر رہے ہیں۔ کرنل حبیب اور اس جیسے بعض مقررین کے ایسے ریمارکس

کو پڑھ کر پی پی پی سے متعلق بعض صاحب درد مسلمان بھی چلا اٹھے۔ اور ممبر موصوف کے حلقۂ انتخاب کے اکثر پارٹی عہدہ داروں نے اخبارات میں ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔ اور اپنی شرمناک رندانہ جراتوں کی مذمت کی۔]

حضرت مولانا مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کا مقصد کوئی سیاسی نہیں صرف مسلمانوں کی آپ کی اور سب کی ہمدردی اور بھلائی ہے تاکہ خدائے بزرگ و برتر ہماری قوم پر رحم کرے۔ اور خدا کی مدد شامل حال ہو۔ میں ایک ایک منکر اور دواعی منکرات کو دل سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ اس لئے ایسی قراردادیں پیش کی جارہی ہیں ——— ابھی پچھلے ہفتہ ایک شخص نے شادی پر ایک ڈانسر عورت کو ۵۰ ہزار روپیہ دیکر لاہور سے بلایا۔ اگر وہ ۵۰ ہزار روپے غریبوں پر لگا دیئے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا ——— تو اگر سرکاری سرپرستی میں ایسے کام نہ ہوں یعنی سرکاری طاقت انکی سرپرستی نہ کرے، بلکہ حوصلہ شکنی کرے تو یہ چیزیں ختم ہوسکتی ہیں۔ اتنی سی بات ہے۔ اب اگر جناب سپیکر آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ تو اس پر رائے شماری کرا لیجئے۔ تاکہ مسئلہ زیر بحث ختم ہوجائے۔ ■■

پرزہ جات سائیکل

پی سی ٹی

مارکہ

پاکستان میں سب سے اعلیٰ اور معیاری

بھٹے سائیکل سٹور نیلا گنبد۔ لاہور۔ فون نمبر 65309

خوبصورت اور دیدہ زیب جلد ساخت کے لئے

ہمیشہ یاد رکھئے

ایف پی ٹیکسٹائل ملز لیمیٹڈ جہانگیرہ روڈ

فون ۱۰۱، ۱۷۶ (نوشہرہ)

تار FPTEX اللہ بخش کالونی